آئینہ انجمن

ربیع الثانی، 1446ھ، اکتوبر 2024ء

شمارہ نمبر: 68

021 - 34993436 - 7

www.quranacademy.edu.pk

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

B - 375 علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی

آئینۂ انجمن

اس شمارے میں

نمبر شمار	عنوان	صاحب تحریر	صفحہ نمبر
01	فرمان باری تعالی و فرمان نبوی ﷺ	----	02
02	سوشل میڈیا کا بخار	ڈاکٹر انوار علی ابرار	03
03	حمد باری تعالی و نعت رسول پاک ﷺ	اقبال عظیم / اختر کمالی	04
04	ملفوظات صدر مؤسس انجمن خدام القرآن	ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ	05
05	اقتباس نگران انجمن خدام القرآن	شجاع الدین شیخ	06
06	قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل	عاطف محمود	07
07	خلافت ۔۔۔ اسلام کا نظام (پہلی قسط)	مفتی امان اللہ	09
08	علم دین کی افادیت	حافظ راسب	15
09	قرآن مجید وحی الٰہی سے کتابی صورت تک (پہلی قسط)	حافظ حذیفہ محمود	17
10	ہمارے مسائل کا حل سیرت النبی ﷺ	مفتی مسعود الرحمن	20
11	ونصروہ ۔۔۔ کے حقیقی مصداق	حافظ عبد الرافع	22
12	انجمن خدّام القرآن کے تحت جاری سرگرمیاں	ماہانہ رپورٹ	24
13	شعبۂ ملٹی میڈیا	ماہانہ رپورٹ	28

فرمان الٰہی جلّ جلالہٗ
و
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَّغَرَّھُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ (آل عمران: 24)

ترجمہ: "ان کا یہ طرز عمل اس وجہ سے ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ "کہ آتش دوزخ تو ہمیں مس تک نہیں کرے گی اور اگر دوزخ کی سزا ہم کو ملے گی بھی تو چند روز" ان کے خود ساختہ عقیدوں نے ان کو اپنے دین کے معاملے میں بڑی غلط فہمیوں میں ڈال رکھا ہے۔"

تشریح: آج کے مسلمان بھی بزعم خود مسلمان ہیں۔ اور جب انہیں یہ دعوت دی جاتی ہے کہ آؤ کتاب اللہ کے مطابق اپنے فیصلے کرائیں اور شریعت نافذ کردیں تو وہ روگردانی کرتے ہوئے اس بات سے انکار کرتے ہیں ان میں بعض کھاتے پیتے لوگ اس قدر بے حیا ہو گئے ہیں۔ زندگی دنیا کا نام ہے اور دنیا کے ساتھ دین کا تعلق کیا ہے۔ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ لوگوں کی روزمرہ کی عملی، اقتصادی اور اجتماعی روابط کے اندر دین کو گھسیڑنے کی ضرورت ہی کیا۔ بلکہ اب وہ کہتے ہیں کہ خاندانی زندگی میں بھی دین کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ان خیالات کے حامل ہونے کے بعد بھی وہ مسلسل یہ دعویٰ کیے چلے جارہے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ اس کے بعد ان میں سے بعض اس احمقانہ دھوکے میں بتلا ہیں کہ اللہ انہیں پاک وصاف کرنے کے لیے صرف چند روز تک آگ میں ڈالے گا۔ اس کے بعد وہ جنت کی طرف لے جائے جائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ یہ بعینہٖ وہی توقع ہے جو بنی اسرائیل کے اہل کتاب کو لاحق تھی یہ بھی وہی دھوکہ ہے جو اہل کتاب کو تھا اور دین اسلام میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور یہ اہل اسلام بھی دین سے اسی طرح دور ہو گئے ہیں جس طرح اہل کتاب دور ہو گئے تھے۔ (تفسیر فی ظلال القرآن۔۔۔ سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: يَا عَائِشَةُ، إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ، فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ طَالِبًا. (مسند احمد، رقم: 24415)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے عائشہ! اپنے کو اُن گناہوں سے بچانے کی خاص طور سے کوشش اور فکر کرو، جن کو حقیر اور معمولی سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی بھی باز پرس ہونے والی ہے۔

تشریح: جن لوگوں کو آخرت اور حساب کتاب کی کچھ فکر ہوتی ہے، اور جو اللہ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے ڈرتے ہیں، وہ کبیرہ یعنی بڑے گناہوں سے بچنے کا تو عام طور سے اہتمام کرتے ہیں، لیکن جو گناہ ہلکے اور صغیرہ سمجھے جاتے ہیں، ان کو خفیف اور معمولی سمجھنے کی وجہ سے اللہ کے بہت سے خداترس بندے بھی ان سے بچنے کی فکر زیادہ نہیں کرتے، حالانکہ اس حیثیت سے کہ وہ گناہ ہیں، اور ان کے کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے، اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی بھی باز پرس ہونی ہے، ہمیں ان سے بچنے کی بھی پوری فکر اور کوشش کرنی چاہیے۔

(معارف الحدیث۔۔۔ مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ)

سوشل میڈیا کا بخار

ڈاکٹر انوار علی ابرار
مدیر تعلیم انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی

میڈیا کا اصل مقصد ہمیشہ سے ہی اپنی بات کو لوگوں تک پہنچانا رہا ہے۔ جو میڈیا یہ کام زیادہ بڑے پیمانے پر کر سکا وہ اتنا ہی موثر کہلایا۔ اس کی ایجاد اور اس کا تنوع اسی بات پر منحصر رہا کہ کیسے عام آدمی تک رسائی ہو۔ ساتھ ہی ساتھ ایک اضافی کام جو میڈیا کے ساتھ منسلک ہوتا چلا گیا وہ تھا تفریح کی فراہمی۔ تفریح کسی بھی انسان کا ایک کمزور پہلو رہی ہے جس کا فائدہ یہ طاغوتی نظام، بالفاظ دیگر ابلیس، پوری طرح اٹھاتا ہے۔ تفریح کے بڑھتے تقاضے میڈیا کی اصل غرض و غایت کو پس پشت ڈالتے گئے اور اب میڈیا نام ہے ایسے ذرائع ابلاغ کا جن کے ذریعے اولاً تفریح میسر ہو، البتہ ساتھ ہی ساتھ کچھ خبریں بھی ملتی رہیں۔ تفریح جب حدود سے تجاوز کرنے لگے تو اس کا ٹکراؤ اللہ کے بنائے ہوئے اصولوں سے ہوتا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کو اسلامی اقدار کا پابند کرنے کے لیے دین کا درد رکھنے والے حضرات فکرمند رہتے تھے اور جب کبھی بھی یہ میڈیا اپنی حدود سے تجاوز کرتے یہ حضرات اس کی طرف توجہ فرماتے اور متنبہ کرتے۔ یہ کشاکش جاری رہی اور تفریح کے دلدادہ کسی بھی طور ان اصولوں کو توڑنے کے درپے رہے، یہاں تک کہ سوشل میڈیا کی ایجاد ہوئی اور بوتل کا جن باہر آ گیا۔

سوشل میڈیا کے خمیر میں صرف اور صرف ایک ہی آواز ہے اور وہ ہے تفریح۔ اس عفریت نے پوری نسل کو ذہنی طور پر غلام بنا لیا۔ آج دنیا کا ہر شخص تفریح کے لیے اس کی کوئی بھی شے قربان کرنے کو تیار رہے۔ یہ ایک نشہ ہے جس کے عادی شخص کو ہر صورت تفریح کی ضرورت رہتی ہے۔ اس تفریح کو فراہم کر کے آج جو شے ہر انسان کے لیے اس کا سب سے قریبی دوست، غمگسار، ہمدرد اور تنہائی کا ساتھی بن چکی ہے وہ سوشل میڈیا ہے جس کو ہاتھوں میں لیے رکھنے کے لیے موبائل فون کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔

میڈیا سے تعلق رکھنے والے ایک قریبی دوست نے بتایا کہ یہ دور info-tainment کا دور ہے جہاں information (معلومات) فراہم کرنے کے لیے بھی entertainment (تفریح) کا سہارا لینا مجبوری بن چکا ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ سوشل میڈیا کا بخار اس قوم کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے اور اس کے اخلاق و اقدار کی مثال ایک بیمار مرتے ہوئے انسان کی سی ہے جو اپنی آخری سانسیں لے رہا ہو۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس بخار میں مبتلا افراد خصوصاً نوجوانوں کو اس بیماری سے بچانے کی بھرپور محنت کی جائے اور ایمان کی آبیاری کے ذریعے ایک مہم کی صورت عوام الناس کو سوشل میڈیا کی تباہ کاریوں سے آگاہ کیا جائے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ایک مسلمان کا تعلق قرآن کے ذریعے اللہ سے مضبوط ہوگا۔

حمدِ باریٔ تعالیٰ جل جلالہٗ
و
نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

صد شکر کہ یوں وردِ زباں حمدِ خدا ہے
وہ سب سے بڑا، سب سے بڑا، سب سے بڑا ہے

اس کا کوئی ثانی، نہ مشابہ، نہ مقابل
وہ سب سے جدا، سب سے جدا، سب سے جدا ہے

کافر ہو کہ مسلم، کوئی مشرک ہو کہ مومن
وہ سب کا خدا، سب کا خدا، سب کا خدا ہے

وہ خالقِ کونین بھی، وہ رزاقِ جہاں بھی
وہ ربِّ علیٰ، ربِّ علیٰ، ربِّ علیٰ ہے

یہ رنگ، یہ خوشبو، یہ بہاریں، یہ فضائیں
سب اس کی عطا، اس کی عطا، اس کی عطا ہے

اقبال لیے جاؤ سدا نام خدا کا
جو دل کی جلا، غم کی دوا، دکھ کی شفا ہے

اقبال عظیم

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سلام صدق و امانت کی شان عالی پر
سلام خلق و مروت کی بے مثالی پر

سلام پاکیٔ گوہر پہ، جس کے دامن کو
کثافتوں کا تصور بھی چھو نہ سکتا ہو

سلام اس دل روشن کی حق اساسی پر
سلام ان کے کمال خدا شناسی پر

سلام حکمت و دانش پہ، جس کا ہر ارشاد
بنا ہے قصر صلاح و فلاح کی بنیاد

یقین محکم و ایمان مستقل پہ سلام
خلوص و مہر و وفا و صفائے دل پہ سلام

قبول ہو تو سعادت نصیب ہو جائے
بھٹکنے والے سے منزل قریب ہو جائے

اختر اقبال کمالی

ملفوظاتِ صدرِ مؤسّسِ انجمن خدّامُ القرآن، کراچی

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

انسان مالک نہیں خلیفہ ہے!

اِس وقت بھی ہر انسان اپنی جگہ خلیفہ ہے مگر کس معنی میں؟ اس معنی میں کہ میرا یہ جسم میرے پاس اللہ کی امانت ہے، میں اس کے استعمال میں اللہ کا خلیفہ ہوں، تاکہ اس جسم پر اللہ کا حکم نافذ کروں اور جسم میں جو صلاحیتیں ودیعت ہیں انہیں اُس کی مرضی کے مطابق صرف کروں۔ اس جسم کو وہی دوں جو اللہ نے اس کے لیے حلال ٹھہرایا ہے۔ اگر میں یہ روش اختیار کروں تو خلیفہ ہوں۔ اس کے برعکس اگر میں یہ کہوں کہ اپنے جسم سے اپنی مرضی کے مطابق کام لوں گا تو میں گویا خدائی کا دعویدار ہوں، حاکمیت کا مدّعی ہوں۔ چنانچہ سورۃ الحدید میں آیا ہے: ’’ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور کھپا دو ان تمام چیزوں کو اللہ کے راستے میں جن میں اس نے تمہیں خلافت عطا کی ہے۔‘‘ (آیت:۷)

بقول حضرت شیخ سعدی: ؎

ایں امانت چند روزہ نزدِ ماست
درحقیقت مالک ہر شے خداست

یہ ہاتھ میری ملکیت نہیں ہیں بلکہ اللہ کی عطا کردہ امانت ہیں۔ میرا پورا وجود اور پھر جو کچھ مزید مال و اولاد کی شکل میں دیا گیا ہے، سب اللہ کی امانت ہے۔ اس لیے پہلے اپنے وجود میں، اس کے بعد اپنے اس گھر میں جس کے آپ سربراہ ہیں، خلافت کا حق ادا کریں۔ لیکن اگر آپ نے اپنے گھروں میں اللہ کے حکم کے بجائے کسی اور کا حکم چلانا شروع کر دیا ہے تو اس صورت میں آپ خلیفہ نہیں باغی ہیں۔

(خلافت کی حقیقت اور عصر حاضر میں اس کا نظام)

اقتباس نگرانِ انجمن خدام القرآن، کراچی

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

جاہل کون؟

آج دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ اور قیامت کا انکار کرنے والے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی نہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ علما خوامخواہ لوگوں کو ڈراتے رہتے ہیں، پریشان کرتے ہیں، کچھ نہیں ہونے والا۔ کچھ عرصہ پہلے ایک سائنس دان آئزک کا انتقال ہوا۔ اس نے بڑی کتابیں شائع کیں۔ اس سے پوچھا گیا کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اس نے کہا: کچھ بھی نہیں ہوگا۔ سب ختم ہوجائے گا۔ یہ بھی جہالت ہے۔ اس لحاظ سے چودہ صدیاں پہلے آخرت کا انکار کرنے والا اور آج کی سائنسی تعلیم و تحقیق رکھنے والا انسان جہالت میں برابر ہیں اگر وہ حق کو تسلیم نہیں کرتے۔ قرآن جس چیز کو جہالت کہتا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ ہمارے سکولز کم ہوں، یونیورسٹیز کم ہوں، کالجز کم ہوں۔ جہالت یہ نہیں ہے کہ پی ایچ ڈیز کی تعداد کم ہو۔ قرآن کہتا ہے کہ جہالت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی وحی کے خلاف میں کھڑا ہوجائے، اللہ کی وحی کو فراموش کرے، انکار کرے، یہ جہالت ہے۔ ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام تھا اور اس کی کنیت ابوالحکم تھی۔ یعنی حکمت والا۔ وہ اس دور کی پارلیمنٹ یعنی دارالندوہ کا سربراہ تھا جہاں قریش کے بڑے بڑے سردار بیٹھتے تھے۔ یعنی ابوجہل ان سرداروں کا بھی سردار تھا۔ وہ ان کے فیصلے کرتا تھا۔ لیکن جب اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا انکار کیا ہے، وحی کی تعلیم کا انکار کیا ہے تو پھر یہ ابوجہل قرار پایا۔ موجودہ دور کے بڑے سائنس دان ہوں یا کوئی پرانا ریسرچر اگر وہ وحی کا، قیامت کا اور آخرت کا انکار کرتا ہے تو اوّل درجہ کا جاہل ہے۔

(خطابِ جمعہ، جامع مسجد شادمان ٹاؤن، کراچی، نومبر 2021ء)

قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کی صرفی و نحوی تحلیل

سورۃ الملک

عاطف محمود

ناظم تعلیم واستاذ، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

سورۃ الملک (آیت 7اور 8)

اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝۷

ترجمہ: جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کے دہاڑنے کی آواز سنیں گے، اور وہ جوش مارتی ہوگی۔

لغوی وصرفی تحقیق:

اُلْقُوْا	ل ق ی (افعال)	فعل ماضی مجہول	صیغہ جمع مذکر غائب	وہ ڈالے گئے
سَمِعُوْا	س م ع (س)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع مذکر غائب	انہوں نے سنا
شَهِيْقًا	ش ھ ق (س)	مصدر		گھٹا ہوا سانس لینا، سسکی لینا، سخت اور بھیانک آواز
تَفُوْرُ	ف و ر (ن)	فعل مضارع معروف	صیغہ واحد مؤنث غائب	وہ جوش مارے گی، وہ ابل رہی ہوگی

نحوی ترکیب:

اِذَآ	اُلْقُوْا	فِيْهَا	سَمِعُوْا	لَهَا	شَهِيْقًا
شرطیہ وظرف		جار+مجرور		جار+مجرور	
	فعل ماضی مجہول+نائب الفاعل (ہم)	متعلق	فعل ماضی+فاعل (ہم)	متعلق	مفعول
	جملہ فعلیہ خبریہ (شرط)		جملہ فعلیہ خبریہ (جواب شرط)		

وَّ	هِيَ	تَفُوْرُ
حالیہ		فعل مضارع+فاعل (ھی)
	مبتداء	خبر
	جملہ اسمیہ خبریہ (حال ہے ھا ضمیر کا)	

آیت نمبر 8:

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝۸

ترجمہ: ایسا لگے گا جیسے وہ غصے سے پھٹ پڑے گی۔ جب بھی اس میں (کافروں کا) کوئی گروہ پھینکا جائے گا تو اس کے محافظ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی خبر دار کرنے والا نہیں آیا تھا؟

لغوی وصرفی تحقیق:

تَكَادُ	ک و د (س)	فعل مضارع معروف	صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل مقارب	قریب ہے
تَمَيَّزُ	م ی ز (تفعل)	فعل مضارع معروف	صیغہ واحد مؤنث غائب	وہ پھٹ پڑے
الْغَيْظِ	غ ی ظ (ض)	مصدر	صیغہ واحد مذکر	شدید غصہ
أُلْقِيَ	ل ق ی (افعال)	فعل ماضی مجہول	صیغہ واحد مذکر غائب	وہ پھینکا گیا۔
فَوْجٌ	ف و ج	اسم	صیغہ واحد مذکر	لوگوں کی جماعت، گروہ
سَأَلَ	س ء ل (ف)	فعل ماضی معروف	صیغہ واحد مذکر غائب	اس نے پوچھا
خَزَنَةٌ	خ ز ن (ن)	اسم الفاعل کی جمع	صیغہ جمع مذکر	داروغہ، محافظ
يَأْتِ	أ ت ی (ض)	فعل مضارع معروف	صیغہ واحد مذکر غائب	وہ آتا ہے
نَذِيرٌ	ن ذ ر (س)	اسم المبالغہ		خبردار کرنے والا

نحوی ترکیب:

تَكَادُ	تَمَيَّزُ	مِنَ الْغَيْظِ
		جار+مجرور
	فعل مضارع+فاعل (ھی)	متعلق
فعل مضارع ناقص+اسم (ھی)	جملہ فعلیہ خبریہ (خبر تکاد)	
جملہ فعلیہ حال ہے گزشتہ جملے کی ھی ضمیر کا		

كُلَّمَآ	أُلْقِيَ	فِيهَا	فَوْجٌ
		جار+مجرور	
شرطیہ (ظرفیہ)	فعل ماضی مجہول	متعلق	نائب الفاعل
	جملہ فعلیہ خبریہ (شرط)		

سَأَلَهُمْ	خَزَنَتُهَآ	أَ	لَمْ	يَأْتِكُمْ	نَذِيرٌ
	مضاف+مضاف الیہ	حرف استفہام	حرف جازم	فعل مضارع مجزوم+مفعول	فاعل
فعل ماضی+مفعول اول	فاعل	جملہ فعلیہ خبریہ (مفعول ثانی)			
جملہ فعلیہ خبریہ (جواب شرط)					

(۔۔۔جاری ہے)

خلافت ۔۔۔ اسلام کا نظام (پہلی قسط)

مفتی امان اللہ قائم خانی

استاذ و مسئول شعبہ تصنیف و تالیف، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

جب سے اللہ جل شانہ نے انسان کو تخلیق فرما کر اس دنیا میں بھیجا ہے، تبھی سے انسانی اجتماعیت کو کسی نہ کسی اجتماعی نظام کی حاجت رہی ہے۔ کیونکہ انسان دیگر مخلوقات کی طرح ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک متمدن مخلوق ہے، جسے اجتماعی زندگی گزارنے کے لیے تمدن کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کے تحت ایسے قوانین واصول مقرر ہوتے ہیں جن کی رو سے محض اپنے ذاتی مفادات سے بڑھ کر اجتماعی مفادات کو خاص کر ترجیح حاصل ہوتی ہے، تاکہ باہمی معاشرت واجتماع کا وجود ممکن ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو انسانوں کی اجتماعیت اور جنگلی جانوروں کے جمگھٹ میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ ہمارے ہاں ان تمدنی اصول و قوانین کے مجموعہ کو عموماً نظام حکومت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہمیشہ سے قائم ہے کہ کسی بھی معاشرے میں نظام حکومت یا نظام حکمرانی کے اصول و قوانین ہمیشہ ان انفرادی عقائد کی بنا پر ہی مقرر کیے جاتے ہیں جنھیں وہ متمدن لوگ مانتے ہیں۔

اور کلام خداوندی اس بات پر شاہد ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ہر معاشرے میں جہاں انفرادی سطح پر بگاڑ آیا وہیں معاشرے کی اجتماعی سطح پر بھی بگاڑ پیدا ہوا ہے۔ جس کے تدارک کے لیے اللہ جل شانہ نے کرۂ ارضی میں اپنے پیامبر مبعوث فرمائے۔ جنھوں نے نہ صرف انفرادی سطح پر تعلیم کتاب وحکمت کے فرائض سرانجام دیے بلکہ اجتماعی سطح پر بھی حتی الوسع حکم خداوندی کا بول بالا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ چھوڑی۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی بھی نبی اس دنیا میں محض افراد پر انفرادی سطح کی محنت کے لیے نہیں آیا، بلکہ ہر نبی کو اللہ جل شانہ نے انفرادی سطح کے ساتھ ساتھ اجتماعی سطح پر بھی اسلام کی تبلیغ کرنے کے لیے بھیجا، ہاں یہ درست ہے کہ کچھ انبیا کی بعثت پوری انسانیت کے لیے ہوئی اور کچھ کی بعثت ایک خاص قوم کی طرف ہوئی۔ لیکن اللہ کے ہر ہر نبی نے اپنی مقرر کردہ دونوں سطح کی ذمہ داری کو اپنی طاقت و ہمت کے بقدر بخوبی سرانجام دیا اور نبوت کا حق ادا کر کے اپنے رب کے ہاں کامیاب و کامران لوٹے اگرچہ دنیاوی اعتبار سے بظاہر کام مکمل نہ ہو سکا، کیونکہ بہت سے انبیا کو شہید بھی کیا گیا۔

اور بحیثیت مسلم ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ ہمارے نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فریضۂ رسالت و نبوت کی مکمل ادائیگی کر کے نہ صرف اللہ کے ہاں سرخرو ہوئے بلکہ دنیا میں ظاہری طور پر بھی آپ کی رسالت اس قدر فوز و فلاح کی اوج پر پہنچی کہ مسلمانوں کے دشمن کفار بھی اس حقیقت کو کھلے دل سے تسلیم کیے بغیر نہ رہ سکے۔ واضح رہے کہ ختم رسل محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد قرآن کی آیات میں جہاں تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ بتایا گیا وہیں قرآنی آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے واضح ترین شق کو بھی انتہائی واشگاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ جل شانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس لیے مبعوث فرمایا تاکہ اس دین اسلام کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کر دے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے :

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الصف: 09)

ترجمہ :"وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسول (ﷺ) کو الھدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کردے اس کو پورے نظام زندگی پر اور خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو!"

اس آیت کی زیادہ گہرائی میں اترے بغیر ہی ہر عاقل شخص یہ بات جان سکتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے نبی کو ایک دین، ایک دستور، ایک نظام دے کر بھیجا ہے۔ جس کا مقصد صرف یہی نہیں کہ تعلیم، تدریس اور تزکیے کے ذریعے اشخاص کی انفرادی تربیت کر کے ان کی نجی زندگی میں تبدیلی لائی جائے، بلکہ ساتھ ہی نبی کو یہ ذمہ داری بھی سونپی گئی کہ وہ اس نظام کو دنیا میں موجود تمام ترادیان، قوانین اور آئینوں سے بلند و بالا اور غالب کر دے۔ اور آیت میں اس مقصد کو اس قدر اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا کہ اس موقع پر اس کے علاوہ دیگر مقاصد کو بیان ہی نہیں کیا گیا۔ چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لیے راہ میں پیش آنے والی منازل کے مطابق دیگر احکام بھی قرآن کریم میں جا بجا صراحت کے ساتھ دیے گئے ہیں، مثلاً کہیں صبر کا حکم، کہیں جہاد کا تو کہیں قتال کا حکم دیا گیا، جسے بخوف طوالت اس مضمون میں ذکر نہیں کیا جا سکتا۔

اس نظام اور اس دین کا بول بالا کرنا، یعنی اسے دوسرے ادیان پر غالب کرنا ہی وہ معنیٰ ہے جسے کسی نے اقامت دین کا نام دیا تو کسی نے خلافت کا، کسی نے امامت سے ملقب کیا تو کسی نے امارت کا نام دیا، اور کسی نے سیاست اسلامیہ کہا تو کسی نے اسی چیز کو منفی اصطلاح کا جامہ پہناتے ہوئے اسلام ازم کہا۔ لیکن تعبیری اصطلاحات کا فرق اجتہادی ہے۔ ہر ایک کے نزدیک اس کا درست ترین مطلب یہی ہے کہ یہ درحقیقت دنیا میں تمام مسلمانوں کی ایک ایسی عمومی ریاست کا نام ہے جو شریعت اسلامیہ کے احکام کو نافذ کرتی ہے، اور اسلام کی دعوت کو پوری دنیا تک پھیلاتی ہے۔ اس لیے ضروری نہیں کہ قرآن اس مقصد کو بیان کرنے کے لیے کسی ایک اصطلاح کا پابند ہو۔ چنانچہ قرآن نے اس مقصد کو صرف نبی پر ہی نہیں بلکہ اپنے عمومی الفاظ میں تمام امت مسلمہ پر فرض فرمایا، جس کے لیے قرآن میں مختلف مقامات پر مختلف الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

وجوبِ خلافت قرآن کریم سے :

اللہ جل شانہ نے رسول ﷺ کو حکم فرمایا کہ مسلمانوں کے مابین اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ کریں، اور قرآن میں یہ حکم حتمی اور الزامی ہے۔ جس میں رسول ﷺ کو بھی اختیار حاصل نہیں ہے، کیونکہ اللہ جل شانہ نے یہ حکم ان الفاظ میں فرمایا ہے :

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ (المائدۃ: 48)

ترجمہ : "پس فیصلہ کروان کے مابین اس (وحی) کے مطابق جو اللہ نے نازل کی، اور مت پیروی کروان کی خواہشات کی اس حق کو چھوڑ کر جو آپ کے پاس آیا ہے۔"

ایک مقام پر فرمایا :

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (المائدۃ: 49)

ترجمہ : "اور فیصلہ کر ان کے مابین اللہ کی نازل کردہ (وحی) کے مطابق، اور ان کی خواہشات کی پیروی مت کر، اور اس بات سے بچ کہ وہ (کفار)

تجھے فتنے میں ڈال دیں ان بعض چیزوں سے (غافل کرکے) جو اللہ نے تیری طرف اتاریں۔"

آیت میں رسول اللہ ﷺ کو خطاب کرنا درحقیقت آپ ﷺ کی امت ہی سے خطاب کہلاتا ہے، جب تک کہ اس خطاب کے بارے میں ایسی کوئی دلیل نہ ہو جس کی رو سے یہاں آپ ﷺ کی خاصیت سمجھ آتی ہو۔ لہٰذا ان آیات میں مسلمانوں کو مخاطب کیا گیا ہے کہ اللہ کا حکم نافذ کریں، اور خلیفہ کا تقرر درحقیقت حکومت اور فیصلے کے نفاذ کے لیے ہی ہوتا ہے۔

اسی طرح اللہ جل شانہ نے مسلمانوں پر اولی الامر یعنی حاکم کی اطاعت بھی فرض فرمائی، جس سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں ایک حاکم کو مقرر کرنا فرض ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (النساء: 59)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان کی جو تم میں سے اولوالامر (صاحب حکم) ہیں۔"

ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ قرآن میں کسی ایسے فرد کی اطاعت کا حکم نہیں فرمائیں گے جس کا کوئی وجود ہی نہ ہو، لہٰذا آیت کی رو سے ثابت ہوتا ہے اولی الامر یعنی خلیفہ کو مقرر کرنا لازمی ہے۔ اور اولی الامر یا حاکم کا تقرر کوئی اختیاری یا مباح عمل نہیں بلکہ چونکہ وحی کے مطابق فیصلہ کرنا فرض ہے، اور یہ کام کسی حاکم کے تقرر کے بعد ہی ہوگا، اگر اس غرض کے لیے کسی حاکم ہی کو مقرر نہ کیا جائے تو لازماً حکمِ شرعی پر عمل نہیں ہو سکے گا۔ چونکہ حاکم مقرر نہ کرنے سے امر حرام کا ارتکاب لازم آتا ہے اس لیے حاکم کو نصب کرنا بھی واجب ہوا۔

وجوبِ خلافت سنت سے:

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے نافع سے نقل کیا، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.(صحيح مسلم، رقم الحديث: 1851)

ترجمہ: "جس شخص نے (خلیفہ کی) اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا وہ روزِ قیامت اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی، اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں بیعت نہ ہو وہ شخص جاہلیت کی موت مرا۔"

واضح رہے کہ یہاں بیعت سے مراد باتفاق محدثین وہی بیعت ہے جو صرف خلیفہ سے کی جاتی ہے، اس کے علاوہ کسی اور سے نہیں کی جاتی۔

صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ، يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ. (صحيح مسلم، رقم الحديث: 1841)

ترجمہ: "بے شک امام ایک ڈھال ہے جس کی پشت پر قتال کیا جاتا ہے اور اسی کی مدد سے بچا جاتا ہے۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَتَكُونُ خُلَفَاءُ فَتَكْثُرُ. قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، وَأَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ. (صحيح مسلم، رقم الحديث: 1842)

ترجمہ: "بنی اسرائیل کی قیادت انبیا کیا کرتے تھے، جب بھی کسی نبی کی وفات ہو جاتی ان کے بعد دوسرا نبی آجاتا، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، ہاں خلفا ہوں گے اور بہت زیادہ ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ اللہ کے

رسول نے فرمایا: ان کی بیعت کرو، پہلے سے، پھر اس کے بعد دوسرے سے، اسی طرح بیعت کرتے رہو، اور انہیں ان کا حق دو، کیونکہ ان سے اللہ جل شانہ ان کی رعیت کے بارے میں سوال کریں گے۔"

اسی طرح صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًافَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا فَمَاتَ عَلَيْهِ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.(صحيح مسلم، رقم الحديث: 1849)

ترجمہ: "جو شخص اپنے امیر کی طرف سے کسی بات کو ناپسند کرے تو اس پر صبر کرے، کیونکہ کسی بھی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اطاعت سے ایک بالشت بھی نکلے اور اسی حالت میں مرجائے، کیونکہ اس صورت میں وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔"

اس حدیث میں مسلمان پر حرام کیا گیا ہے کہ وہ سلطان یعنی حاکم کے بغیر رہے، جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنے لیے سلطان یعنی کسی حاکم کو منتخب کریں۔ مع ہذا رسول اللہ ﷺ نے خلفا کی اطاعت کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ خلافت کے معاملے خلیفہ سے جھگڑنے والوں سے قتال کرنے کا بھی حکم دیا، اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ مقرر کرنا واجب ہے، اور خلافت کی بقا کے لیے خلیفہ کے مخالفین سے قتال بھی کیا جائے گا۔

یہی مضمون صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ.(صحيح مسلم، رقم الحديث: 1844)

ترجمہ: "جس شخص نے کسی امام کی بیعت کی اور اپنے ہاتھ کا معاملہ اور دلی رضا اسے سونپ دی تو اب جتنا ممکن ہو اس کی اطاعت کرے، اگر کوئی اور شخص اس امام سے (خلافت کے معاملے میں) جھگڑے تو اس شخص کی گردن مار ڈالو۔"

اس حدیث میں امام کی اطاعت کا حکم دیا گیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس امام سے جھگڑنے والے کی گردن زنی کی جائے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ وہ ہمیشہ اپنا خلیفہ مقرر کیے رکھیں۔

وجوبِ خلافت اجماعِ صحابہ سے:

صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع منعقد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک خلیفہ کو مقرر کرنا دین و دنیا کے تمام تر معاملات میں سب سے زیادہ اہم ہے، انہوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے پر بھی اجماع کیا، ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر، اور پھر ان کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع کیا۔

اور یہ بات کہ خلیفہ کو مقرر کرنا صحابہ کے نزدیک سب سے بڑا فرض تھا، اس کی تائید اس حقیقت سے ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے فوری بعد سب کے سب صحابہ خلیفہ کے تقرر میں مشغول ہو گئے اور اسی مشغولیت کی وجہ سے صحابہ نے بالاجماع آپ ﷺ کے کفن دفن میں تاخیر کر دی، حالانکہ کسی مسلمان کی وفات کے بعد اس میت کا کفن دفن مسلمانوں پر فرض ہوتا ہے، یہاں دیکھیں کہ جسد اطہر خاتم المرسلین محمد ﷺ کا ہے، اور صحابہ پر آپ ﷺ کا کفن دفن فرض ہے، لیکن اس فرضیت کے باوجود اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس فرض کو چھوڑ کر خلیفہ کے تقرر میں مشغول ہو گئے۔ البتہ صحابہ کی ہی ایک جماعت کفن دفن میں مشغول رہی لیکن اس جماعت نے دوسری جماعت پر کبھی اس بنا پر تنقید نہیں کی کہ ان

لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے کفن دفن کو چھوڑ کر غلطی کا ارتکاب کیا، حالانکہ وہ اس بات پر تنقید کرنے کی قدرت رکھتے تھے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کی وفات سے دو راتوں کی تاخیر کے بعد آپ ﷺ کی تکفین و تدفین مکمل ہوئی۔ صحابہ کرام کی جانب سے یہ سب کچھ اسی لیے ہوا کہ امت مسلمہ کے لیے ایک خلیفہ کو مقرر کرنا آپ ﷺ کی تدفین سے زیادہ ضروری اور اہم تھا۔

اسی طرح تمام کے تمام صحابہ کرام کا عمر بھر اس بات پر اجماع رہا کہ ایک خلیفہ مقرر کرنا واجب ہے، اس بات پر بعض اوقات باہم اختلاف بھی پیدا ہوا کہ خلیفہ کسے ہونا چاہیے اور کسے نہیں، لیکن اس نکتے پر سبھی صحابہ ہر دور میں متفق رہے کہ امت کے لیے ایک خلیفہ کا تقرر فرض ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام کا یہ اجماع اس بات پر صریح اور قوی دلیل کہ خلیفہ کا تقرر امت مسلمہ پر فرض ہے۔

وجوبِ خلافت اکابرین ائمہ سے:

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الأحكام السلطانية صفحہ نمبر 15 میں لکھتے ہیں:

وَعَقْدُهَا لِمَن يَقُومُ بِهَا فِي الْأُمَّةِ وَاجِبٌ بِالْإِجْمَاعِ وَإِنْ شَذَّ عَنْهُمُ الْأَصَمُّ.

ترجمہ: "اور خلافت کا انعقاد امت کے متعلقہ لوگوں پر بالاجماع واجب ہے اگرچہ اصم نے اس سے متعلق شذوذ اختیار کیا ہے۔"

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّهُ يَجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ نَصْبُ خَلِيفَةٍ وَوُجُوبُهُ بِالشَّرْعِ لَا بِالْعَقْلِ. (شرح النووي على مسلم، جلد 12، صفحہ: 205)

ترجمہ: "اور مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ مسلمانوں پر ایک خلیفہ مقرر کرنا واجب ہے، اور اس خلیفہ کا تقرر عقل کی بنا پر لازم نہیں بلکہ شرعی طور پر واجب ہے۔"

یہی بات علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المقدمة الزهراء میں لکھی ہے۔

اور علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اِتَّفَقَ جَمِيعُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَجَمِيعُ الْمُرْجِئَةِ وَجَمِيعُ الشِّيعَةِ وَجَمِيعُ الْخَوَارِجِ عَلَى وُجُوبِ الْإِمَامَةِ، وَأَنَّ الْأُمَّةَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا الْاِنْقِيَادُ لِإِمَامٍ عَادِلٍ يُقِيمُ فِيهِمْ أَحْكَامَ اللهِ، وَيَسُوسُهُمْ بِأَحْكَامِ الشَّرِيعَةِ الَّتِي أَتَى بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. (الفصل في الملل والأهواء والنحل، جلد4، صفحہ: 72)

ترجمہ: "تمام کے تمام اہل السنہ، تمام مرجئہ، تمام شیعہ اور تمام خوارج کا اس بات پر اجماع ہے کہ امامت واجب ہے، اور امت پر واجب ہے کہ وہ ایک ایسے امام کے تابع ہوں جو ان میں اللہ کے احکام کو نافذ کرے، اور ان کے نظام کو ان احکام شرعیہ کے مطابق چلائے جو رسول اللہ ﷺ لے کر دنیا میں تشریف لائے۔"

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

نَصْبُ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ فَرْضٌ، بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَهْلِ الْحَقِّ، وَلَا عِبْرَةَ - بِخِلَافِ بَعْضِ الْقَدَرِيَّةِ لِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم عَلَى ذَلِكَ، وَلِمَسَاسِ الْحَاجَةِ إِلَيْهِ؛ لِتَقَيُّدِ الْأَحْكَامِ، وَإِنْصَافِ الْمَظْلُومِ مِنَ الظَّالِمِ، وَقَطْعِ الْمُنَازَعَاتِ الَّتِي هِيَ مَادَّةُ الْفَسَادِ، وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْمَصَالِحِ الَّتِي لَا تَقُومُ إِلَّا بِإِمَامٍ. (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، جلد7، صفحہ: 2)

ترجمہ: "امام اعظم (خلیفہ) کا تقرر بعض منکرین تقدیر کے علاوہ تمام اہل حق کے نزدیک بلا خلاف فرض ہے، کیونکہ اس پر تمام صحابہ کا اجماع ہے،

اور احکام شرعیہ کے نفاذ، مظلوم کو ظالم سے انصاف دلانے اور باہمی جھگڑے جو فساد کی جڑ ہیں انہیں ختم کرنے کے لیے اس کی ضرورت بھی ہے۔ یہ تمام ضروریات امام المسلمین کے بغیر قائم نہیں ہو سکتیں۔"

قرآن، احادیث، اجماع صحابہ وائمہ اہل دین کے مستند حوالہ جات کی رو سے یہ بات بلا غبار ثابت ہوتی ہے کہ احکام اسلامیہ کے نفاذ اور اسلام کی طرف دعوت دینے کے لیے کسی خلیفہ کا تقرر کرنا مسلمانوں پر ایسا فرض ہے جس کے ثبوت پر نصوص قطعیہ وصریحیہ دلالت کرتی ہیں۔ ہاں البتہ ائمہ دین کی تصریحات کے مطابق خلیفہ کے تقرر کا یہ فرض "فرض علی الکفایہ" ہے، اگر بعض لوگ اس فرض کو قائم کر دیں اور فرض قائم ہو جائے تو بقیہ لوگوں سے یہ فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اگر بعض لوگ اس تقرر خلیفہ کے فرض کی انجام دہی میں لگے ہوں لیکن اس پر کامیابی حاصل نہ ہوئی ہو تب یہ فرض تمام مسلمانوں پر فرض رہتا ہے، اور جب تک مسلمان بغیر خلیفہ کے ہیں یہ فرض کسی بھی مسلمان پر سے ساقط نہیں ہوتا۔

وجوبِ خلافت سے متعلق چند غلط فہمیاں:

اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کے لیے ایک حاکم کا تقرر کوئی اتفاقی یا عقلی سطح کا فرض نہیں، بلکہ یہ ایک شرعی فرض ہے، جسے سرانجام بھی شرعی طریقے ہی سے دیا جائے گا۔ ایسا ہرگز نہیں کہ نماز کی فرضیت کو شریعت سے مان لیا جائے لیکن اس کا طریقہ یہود و نصاریٰ سے اخذ کر کے کہا جائے کہ ہم نماز قائم کر چکے، کیونکہ جو نماز شریعت کی دلیل سے فرض ہوئی ہے اس کا طریقہ بھی شریعت کی دلیل ہی بتائے گی۔ یہیں سے یہ شبہ بھی دور ہو جاتا ہے کہ موجود دور میں رائج جمہوری نظام میں وزیر اعظم یا صدر کے وجود سے مسلمانوں پر سے یہ فریضہ ادا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو چیز شرعی عبادت ہے اس کا طریقہ بھی شریعت ہی بتائے گی، اغیار نہیں۔ اور اسی طریقے سے یہ شبہ بھی دور ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس آنے والے قافلوں کو دین کے پانچ بنیادی ارکان ہی سکھائے، انہیں اقامت دین وغیرہ جیسے فرائض کیوں نہ بتلائے۔ اس لیے کہ اقامت دین فرض کفایہ ہے، قافلوں کی آمد پر یہ فرض بخوبی ادا ہو رہا تھا، اس وقت مسلمانوں کی طرف سے یہ فرض قائم تھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے کسی قبیلے کو اس کی خاص وصیت نہیں فرمائی۔ ہاں البتہ امیر کی اطاعت کا حکم جا بجا فرمایا، جو احادیث میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں دین اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کے علاوہ بھی دین میں بہت سی ایسی عبادات ہیں جنہیں سبھی فرض مانتے ہیں، مثلاً نماز جنازہ اور حدود وقصاص وغیرہ کے احکام، لیکن آنے والے قافلوں کو یہ احکام بتانا بھی ثابت نہیں، تو کیا اس بنا پر ان احکام کی فرضیت کا انکار کر دیا جائے گا؟

اسلام کو بحیثیت دین اور نظام سمجھنے کے لیے جس قدر دلائل ہم ذکر کر چکے سمجھنے والوں کے لیے یہی کافی ہیں اور نہ سمجھنے والوں کے لیے پورے کے پورے دفاتر بھی ناکافی ہیں۔ تاہم اسلام کے مجوزہ نظام سے متعلق پیش کیے جانے والے شکوک وشبہات چونکہ بہت زیادہ وسیع ہیں اور ان کے جواب کے لیے قدرے تفصیل بھی درکار ہے اور اسی طرح اس نظام کے خدوخال کیا ہوں گے اس بابت لوگوں کے اذہان میں ابہام بھی موجود ہیں اس لیے اس موضوع کو قدرے تفصیل کے ساتھ ان شاء اللہ اگلی قسط میں پیش کیا جائے گا۔

جاری ہے۔۔۔

علم دین کی افادیت

حافظ راسب
رکن مجلس تحقیق و تعلیم

علم دین کا ہو یا دنیا کے کسی شعبے کا، وہ بہر حال انسانیت کے لیے تمغۂ فضلیت اور طرۂ امتیاز ہے اور تعلیم کا مقصد فضل و کمال سے آراستہ ہونا اور میراثِ انسانیت کا حاصل کرنا ہے۔ موضوع کے لحاظ سے علم کی دو قسمیں قرار پاتی ہیں: 1۔ دینی علوم اور 2۔ دنیاوی علوم۔ دینی علوم کے اصل ثمرات و برکات تو آخرت ہی میں ظاہر ہوں گے، تاہم جب تک دنیا میں اسلام کی عزت و رفعت کا دور دورہ رہا دنیا میں بھی اس کی منفعتیں ظاہر ہوتی تھیں۔

زیر تبصرہ مضمون علم دین کی افادیت ہے جس کا تعلق خالصتاً درج بالا علم کی قسم دینی علوم سے ہے۔

علم دین کی افادیت سے کیا مراد ہے؟

عربی زبان میں عَلِمَ یَعْلَمُ کسی چیز کو کماحقہٗ جاننا، پہچاننا، حقیقت کا ادراک کرنا، یقین حاصل کرنا، محسوس کرنا اور محکم طور پر معلوم کرنا۔ علم دین سے مراد دین کا علم ہے۔ افادیت سے مراد فائدہ مند، نفع بخش، منفعت بخش علم دین کی افادیت سے مراد دینی علوم و فنون کے فوائد و ثمرات ہیں۔

حصول علم دین کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں:

ہمیں دینی تعلیم کے حصول کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، قرآن کریم میں سب سے پہلا لفظ جو اللہ عزوجل نے رسول کریم ﷺ کے قلب اطہر پہ نازل فرمایا وہ "اِقرأ" ہے یعنی پڑھیے اور قرآن پاک کی جو پہلی پانچ آیات نازل فرمائیں گئیں ان سے بھی قلم کی اہمیت اور علمِ دین کی عظمت و فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی امت کے نام اپنے پہلے ہی پیغام میں علم دین کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"(اے پیغمبر!) آپ پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے آپ کو پیدا کیا ہے، (اور) انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھیے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا، انسان کو وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔" (العلق: 1 تا 5)

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"یعنی مسلمانوں کو یہ نہ چاہیے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں، سو ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ وہ دین کی سوجھ بوجھ حاصل کریں اور تاکہ یہ لوگ اپنی قوم کے پاس جب آئیں تو انہیں ڈرائیں تاکہ وہ ڈر جائیں۔" (التوبہ: 122)

قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو جگہ جگہ حصول علم کی ترغیب، علم حاصل کرنے والوں کی حوصلہ افزائی، اہل علم کی رفعت شان کا تذکرہ، تدبر و تفکر کی دعوت، جہالت و ناخواندگی دور کرنے اور علم و معرفت کی شمع جلانے کی ہدایت پر مشتمل آیات آپ کو نظر آئیں گی۔

پھر اسی طرح بے شمار احادیث مبارکہ میں حصول علم دین اور اس کی افادیت کا تذکرہ موجود ہے چند احادیث مبارکہ کی روشنی میں ہم سمجھتے ہیں:

اسلام نے دینی تعلیم کو مسلمانوں کے لیے اختیاری نہیں رکھا بلکہ لازمی قرار دیا ہے مرد اور عورت دونوں کے لیے چنانچہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "علم کی طلب ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔" (سنن ابن ماجہ)

دین کی افادیت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

مسلمان کے لیے اسلامی تعلیم حاصل کرنا نہ صرف ایک واجب الادا فریضہ ہے بلکہ اس کے بے شمار فوائد قرآن وحدیث میں بیان ہوئے ہیں:

ارشاد باری تعالی ہے کہ:

"اللہ تم میں سے ایمان والوں اور اہل علم کے درجات بلند کرے گا۔" (المجادلة: 11)

اور علم دین کی وجہ سے دنیا و آخرت میں درجات کی بلندی، فرشتوں پر فوقیت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت وخشیت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں سے علما ہی ڈرتے ہیں، بے شک اللہ بڑا زبردست، بڑا مغفرت کرنے والا ہے۔" (الفاطر: 28)

مزید برآں احادیث مبارکہ میں بھی حصول علم دین کی افادیت اور اس کی برکات کا ذکر ملتا ہے۔

علم دین کے حصول سے جنت کے راستے آسان ہوتے ہیں، نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"جو علم دین کی تلاش میں نکلتا ہے اللہ اس کے لیے جنت کے راستے آسان کر دیتا ہے۔" (صحیح مسلم)

علم انبیا کی میراث ہے اور علما انبیا کے وارث ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

بیشک علما انبیا کے وارث ہیں اور انبیا نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا بلکہ انہوں نے علم کا وارث بنایا ہے۔ اس لیے جس نے اس علم کو حاصل کر لیا، اس نے (علم نبوی اور وراثت نبوی سے) پورا پورا حصہ لیا۔

ذرا اس حدیث پہ غور کریں کہ کتنا بڑا مقام ہے نبوت کا علم حاصل کرنے والے اور علم حاصل کر کے عالم بننے والوں کا۔ آپ ڈاکٹر وانجینئر نہیں بنے تو پستی کا احساس نہیں کرنا ہے، علم نبوت سے بڑھ کو دنیا کا کوئی علم نہیں ہے۔ دنیاوی علوم، دنیا میں محض دنیا کمانے تک محدود ہے جبکہ علم نبوت کا دنیا میں، مرنے کے بعد اور آخرت تک اس کا اجر و فائدہ پہنچتا ہے۔

حرف آخر:

ایسے حالات میں امت مسلمہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نئی نسل کی پرورش شریعت اسلامی کے مطابق کرے۔ ان حالات میں ہم مسلمانوں کو چوکنا رہنا چاہیے اور یہ بات ذہن میں بسا لینا چاہیے کہ ہم نئی نسل کو دینی تعلیم سے دُور رکھ کر ان کے دین و ایمان کو مستحکم نہیں کر سکتے۔ اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دل دہلانے والے واقعات آئے دن ہم سب کو پڑھنے اور دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جرائم کا ارتکاب، والدین کا قتل اور ان پر جان لیوا حملے دین سے دوری کا نتیجہ ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ پاک علم دین کی صحیح قدردانی کی توفیق عطا فرمائے اور مادیت کے اس خطرناک دور میں علم دین کی شمع کو ہر تاریک گھر میں پہنچائے۔ آمین!

قرآن مجید۔۔ وحی الٰہی سے
کتابی صورت تک (پہلی قسط)

حافظ حذیفہ محمود

فاضل جامعہ الصفہ واستاذ قرآن اکیڈمی یاسین آباد

"قرآن مجید آج بھی اسی صورت میں موجود ہے، جس صورت میں یہ نازل ہوا تھا۔" یہ الفاظ اکثر و بیشتر ہم سنتے رہتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف تاریخ کے حوالے ہمیں باخبر کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں تو کاغذ ہی کمیاب و نادر تھا۔ سو کیسے اتنی بڑی تعداد میں قرآن کی طباعت موجودہ دور کی طرح ممکن ہو سکتی ہے؟ دور حاضر کے ملحدین انہی شکوک و شبہات کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں سے قرآن کی حقانیت نکال رہے ہیں۔ تو آئیے! آج کچھ بات قرآن مجید کی جمع و ترتیب پر ہو جائے، جسے ہم علمی اصطلاح میں "تدوین قرآن" کے نام سے بھی جانتے ہیں۔

قرآن مجید کی تدوین کو عموماً تین ادوار پر تقسیم کیا جاتا ہے: 1۔ عہد رسالت ﷺ 2۔ عہدِ صدیقی رضی اللہ عنہ 3۔ عہد عثمانی رضی اللہ عنہ

عہد رسالت ﷺ میں نظامِ حفاظت:

حضور ﷺ کے عہد مبارک میں جب قرآن نازل ہوتا تھا تو حضور ﷺ باقاعدہ اس کی کتابت کا اہتمام فرماتے تھے چنانچہ جوں ہی وحی کی تکمیل ہوتی، آپ ﷺ فوراً ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طلب فرماتے تھے جو وحی کی کتابت کی ذمہ داری سرانجام دیتے تھے اور آپ ﷺ ان کو بتلادیتے تھے کہ اس آیت کو فلاں صورت میں فلاں فلاں آیات مبارکہ کے درمیان رکھ دو! لہذا ایسے ہی کیا جاتا اور یوں قرآن مجید میں سورت اور آیات کی ترتیب مکمل توقیفی ہے یعنی قرآن مجید کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کی ترتیب بھی اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہے اور حضور ﷺ نے خود بنفس نفیس اس ترتیب کی تکمیل فرمائی ہے: فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيهِ الشَّيئُ دَعَا بَعْضَ مَنْ كان يَكْتُبُ فيقولُ: ضعوا هذا في السُّورة التي يذكر فيها كذا و كذا. (مختصر كنز ص ۴۸ بحواله تدوين قرآن ص۲۷)۔

ترجمہ: "چنانچہ رسول اللہ ﷺ پر جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی، تو (بلاتاخیر) جو لکھنا جانتے تھے، ان میں سے کسی کو بلاتے اور ارشاد فرماتے کہ: اس آیت کو اس سورت میں لکھو جس میں فلاں فلاں آیتیں ہیں۔"

اور مجمع الزوائد میں یہاں تک ہے: كَانَ جِبريلُ عليه السلام يُملِي عَلَى النَّبيِّ ﷺ. (۱۵۷/۷)

یعنی رسول اللہ ﷺ کو حضرت جبریل علیہ السلام قرآن مجید لکھواتے تھے۔

مسند احمد کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے اشاد فرمایا: آتاني جِبريلُ فأمَرَني. (كنز العمال ۴۰/۲)

یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر مجھے (فلاں آیت کو فلاں جگہ رکھنے کا) حکم دیا۔

غرض یہ کہ سرکار دوعالم ﷺ آیات لکھانے کا بھی خوب اہتمام فرماتے تھے، اور لکھانے کے بعد سن بھی لیتے تھے، اگر کوئی فروگذاشت ہوتی تو اس کی اصلاح فرمادیتے تھے: فإن كان فيه سَقَطٌ أقامه. (مجمع الزوائد ۶۰/۱)

پھر یہ لکھی ہوئی آیت آپ ﷺ اپنے پاس محفوظ فرمالیتے تھے۔ پھر آپ کی نماز میں بھی تلاوت اسی ترتیب کے مطابق ہوتی تھی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کا سینۂ مبارک قرآنِ کریم کا سب سے زیادہ محفوظ گنجینہ تھا، جس میں کسی ادنیٰ غلطی یا ترمیم وتغیّر کا امکان نہیں تھا، پھر آپ ﷺ مزید احتیاط کے طور پر ہر سال رمضان کے مہینے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ دَور کیا کرتے۔ (صحیح البخاری مع فتح الباری، صفحہ 36 ج-9)۔

لہذا اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے کہ مکمل قرآن مجید کی، اس کی سورتوں اور آیات کی ترتیب آج بھی وہی ہے، جس کے مطابق خود حضور ﷺ تلاوت فرمایا کرتے تھے، اس میں کسی نقطے، شوشے، حرف، الفاظ اور آیات کا سر مو کوئی فرق وانحراف نہیں اور نا ہی اس کی ترتیب میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ کیونکہ آسمانی کتابوں میں قرآن مجید ہی کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ یہ قیامت تک اپنی اصل حالت پر رہے گا، خود اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، ایک جگہ بڑے زوردار انداز میں ارشاد فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر: 09)

ترجمہ: "ہم نے ہی ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔"

چنانچہ ایک لمحہ کے لیے بھی نہ تو قرآن مسلمانوں سے جدا ہوا اور نہ مسلمان قرآن سے جدا ہوئے، اس میں باطل کے در آنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے:

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (حم السجدہ: 42)

ترجمہ: "قرآن مجید میں باطل نہ تو سامنے سے آسکتا ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے سے۔"

البتہ آپ ﷺ کے زمانے میں قرآن پاک کی تمام سورتوں اور آیات کو ایک کتاب کی شکل میں اس ترتیب سے یکجا نہیں کیا گیا تھا، جس ترتیب اور شکل میں آج وہ ہمارے پاس کتابی صورت میں موجود ہے، یعنی ترتیبِ تلاوت کے اعتبار سے قرآن پاک کے ''مکمل اور مرتب شدہ نسخۂ مصحف'' کی شکل میں تیار نہیں تھے۔ اس وقت کتابت قرآن کی شکل یہ تھی کہ کسی چیز یا محفوظ جگہ پر، مثلاً ایک صندوق میں قرآن مجید کے مختلف حصے (آیات اور سورتیں) مختلف اشیا پر لکھی ہوئی محفوظ رہتی تھیں۔ کچھ حصے تختیوں پر، کاغذوں پر، اوراق پر، کچھ آیات اُونٹ کی ہڈیوں پر، یا کسی سلیٹ پر یا پتھر کی تختیوں پر لکھی ہوئی محفوظ کی جاتی تھیں۔ سب سورتیں الگ الگ تھیں، اور متعدد چیزوں پر لکھی ہوئی تھیں، کتابی شکل میں جلد سازی اور شیرازہ بندی نہیں ہوئی تھی: قد كان القرآنُ كُلُّه مكتوباً في عَهْدِه(ﷺ) لكن غيرَ مجموعٍ في مَوْضِعٍ واحدٍ. (الكتابي ج ٢ ص ٣٨٤ بحوالہ تدوینِ قرآن ص ٤٣)

جب ہم یہ کہتے یا روایات میں پڑھتے ہیں کہ فلاں صحابی نے قرآن پاک کو جمع کیا تو اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ انہوں نے کتاب اللہ کی تمام آیات، سورتیں اور اس کے تمام حصے مختلف اشیا پر لکھے ہوئے، سب کے سب ایک جگہ جمع کر کے محفوظ کر لیے تھے۔ بالفاظ دیگر ایک بڑے صندوق میں، یا ایک بڑی بوری میں محفوظ کر کے رکھ لیے تھے۔ لیکن ایک کتابی شکل میں جس طرح آج ہمارے پاس قرآن مجید موجود ہے اس طرح اس وقت موجود نہیں تھا۔ !اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے عہد رسالت ﷺ میں قرآن کی کتابت کو ثبوت اور تصدیق کے طور پر تو استعمال کیا جاتا تھا کہ جب کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو حکم اور دلیل کے واسطے اسی لکھی ہوئی بات کی طرف رجوع کیا جائے مگر اس کو حفظ وحفاظت کے طریقے کے طور پر کبھی استعمال نہیں کیا گیا کہ موجودہ دور کی طرح تلاوتِ قرآن کے لیے قرآنی نسخے کی موجودگی کو ناگزیر سمجھا جائے اور اسی پر اعتماد کر لیا جائے بلکہ عرب کے لوگ تو زبردست حافظے کے حامل تھے۔ وہ سینکڑوں اشعار پر مشتمل قصیدے محض ایک مجلس میں سن کر یاد کر لیا کرتے تھے لہذا مکمل قرآن مجید ان کے سینوں میں محفوظ ہونا عام بات تھی۔ چنانچہ وہ اسے سینہ بہ سینہ ہی منتقل کیا کرتے تھے۔ مزید برآں کہ ان کی اکثریت

لکھنے پڑھنے سے بھی ناواقف تھی۔ علامہ بلاذری کی کتاب "فتوح البلدان" کے مطابق تو حضور کی پیدائش کے وقت مکہ میں صرف 17 شخصیات لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ کیونکہ یہ لکھنا پڑھنا اس زمانے کا طرزِ حفاظت تھا ہی نہیں جیسا کہ ایک صدی قبل ہمارا معاشرہ بھی کمپیوٹر ٹائپنگ اور پرنٹنگ سے خال خال ہی واقف تھا، قرآن مجید سمیت تمام مذہبی و غیر مذہبی کتب، رسائل اور اخبارات ہاتھ سے ہی لکھے ہوئے دستیاب ہوتے تھے۔ تو ایسے میں کمپیوٹر پرنٹنگ سے ناواقفیت ہرگز کوئی عیب نہ تھی بلکہ زمانے کا چلن ہی کچھ ایسا تھا لہذا عہد رسالت ﷺ میں لوگوں کا لکھنے پڑھنے سے ناواقف ہونا ہرگز کوئی عیب نہیں (نعوذ باللہ) بلکہ اشیا کو سینوں میں محفوظ کرنا اور چیزوں کو یاد رکھنے کے لیے کتابت کا محتاج نہ ہونا، بڑے اعزاز کی بات ہے! اس بات کو خوب سمجھ لینا چاہیے۔

پھر سینہ بہ سینہ حفظ کی خصوصیت صرف اسی آخری کتابِ الٰہی کو نصیب ہوئی، تورات، انجیل اور دوسری آسمانی کتابوں اور صحیفوں کی حفاظت صرف سفینہ میں ہوئی، اس لیے وہ تغیر و تبدل اور دوسرے حوادث کا شکار ہو گئیں، قرآن مجید کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خطاب فرماتے ہوئے، ارشاد فرمایا: وَ مُنَزِّلٌ عَلَيْكَ كِتَاباً لَا يَغسِلُهُ المَاءَ. (صحيح مسلم)

ترجمہ: "میں آپ پر ایسی کتاب نازل کرنے والا ہوں جس کو پانی نہیں دھو سکے گا۔"

جیسا کہ اوپر گزرا کہ عہد رسالت ﷺ میں کاغذ کمیاب اور نادر تھا اور صحابہ کرام قرآنی آیات کو یا تو زبانی یاد کیا کرتے تھے یا پھر کھجور کی چھال اور اونٹ کی ہڈیوں پر قرآن مجید لکھا کرتے تھے مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کاغذ بالکل موجود ہی نہیں تھا اور صحابہ کرام کے پاس قرآنی آیات کاغذی نسخے کی صورت میں موجود ہی نہ تھیں بلکہ کچھ صحابہ کرام کے پاس چند قرآنی سورتوں اور آیات کے کاغذی نسخے بھی موجود تھے۔ یہ اکثر وہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جو کتابت وحی کا اہم فریضہ سر انجام دیتے تھے۔ اس کی شہادت درج ذیل روایتوں سے بھی ہمیں ملتی ہے:

(۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے والی روایت میں ہے کہ: ان کی بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہما ان سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے، وہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن الارت سے قرآن پڑھ رہے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت غضب ناک حالت میں ان کے پاس پہنچے تو ان کے سامنے ایک صحیفہ تھا جس کو انہوں نے چھپا دیا تھا، اس میں سورۃ طہٰ کی آیات لکھی ہوئی تھیں۔ (سنن دار قطنی ۱/ ۱۲۳)

(۲) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الجہاد" میں ایک روایت نقل کی ہے، جس میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے مصاحف (لکھا ہوا قرآن مجید) لے کر دشمنوں کی زمین میں جانے سے منع فرما دیا تھا۔ (صحیح بخاری ۴۱۹/۱)

(۳) حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے مشورہ سے جب قرآن مجید کے اجماعی نسخہ کی کتابت کا وقت آیا تو اس وقت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پابند کیا گیا تھا کہ: جو کوئی بھی لکھی ہوئی آیت لے کر آئے، اس سے دو گواہوں کی گواہی اس بات پر لیجیے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکھی گئی ہے، چنانچہ اس پر عمل ہوا۔ (الاتقان ۱/ ۷۷)

مذکورہ بالا تینوں روایتوں اور ان کے علاوہ بہت سی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آیات لکھی ہوئی تھیں۔

مندرجہ بالا تحریر میں عہد رسالت ﷺ میں موجود قرآن مجید کی ہیئت و حالت بیان کی گئی، بقیہ ادوار کے احوال آئندہ قسط میں ان شاء اللہ!

(جاری ہے۔۔۔)

ہمارے مسائل کا حل سیرت النبی ﷺ

مفتی مسعود الرحمن

استاذ، قرآن انسٹیٹیوٹ، لطیف آباد، حیدر آباد

رسول اللہ ﷺ کی سیرت دراصل تمام مسلمانوں کے لیے روشنی کا بلند اور عظیم الشان مینارہ ہے۔ جس کے ذریعہ سے تمام مسلمان جاہلیت، غفلت اور گمراہی کی تاریکیوں کے ماحول سے رشد وہدایت اور عزت وسرفرازی کے وسیع میدان میں پہنچ سکتے ہیں اور ایک کشادہ شاہراہ پر گامزن ہوسکتے ہیں۔

آج بھی اگر مسلمان اپنی کمزوری، بے بسی اور غلامی کے اسباب تلاش کریں اور اپنی ذلت ورسوائی اور آپسی انتشار واختلاف اور پسماندگی کا راز معلوم کرنا چاہیں تو ان تمام چیزوں کا بنیادی سبب اور اصل راز رسول اللہ ﷺ کے قائم کردہ نشان راہ سے انحراف اختیار کرنے میں پوشیدہ نظر آئے گا جسے آپ ﷺ واضح، روشن اور تابناک بناکر اس دارفانی سے رخصت ہوئے تھے۔ مسلمان آج بھی اپنی اور اپنی ملت کی کمزوری کے اسباب تلاش کرسکتا ہے اگر وہ غور وفکر سے اس کا جائزہ لے تو اس کو یہ کمزوریاں اپنے کردار، اپنی سیرت اور طرز زندگی میں مخصوص طور پر نظر آئیں گی اور یہ طرز زندگی اور روش اصل میں سیرت نبوی ﷺ سے مختلف اور بسا اوقات متضاد اور متعارض بھی ہے۔ اس کردار کا رسول اللہ ﷺ کے کردار سے کوئی تعلق نہیں، وہ کردارِ نبوت جس کا خاکہ آپ ﷺ نے قولی وعملی حیثیت سے اپنی زندگی میں پیش کیا ہے۔

کیا نبی کریم ﷺ نے سنجیدہ اور ٹھوس لہجے میں یہ اعلان نہیں فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک حقیقی اور کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی تمام خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہوجائیں۔ اسی طرح ایک اور موقع پر فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو چیز اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں احادیث میں اگر ہم غور کریں تو چند سوالوں کے تسلی بخش جواب مل جاتے ہیں:

1. ہم زوال وانحطاط اور پسماندگی کا شکار کیوں ہیں؟ جبکہ دشمن ہر اعتبار سے طاقتور ہے۔

2. ہم نصرت اور تائیدِ خداوندی سے کیوں محروم ہیں؟

3. ہم لایعنی، فضول اور اپنی شان سے کم تر چیزوں میں کیوں مصروف رہتے ہیں؟

4. ہم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن کیوں بنے ہوئے ہیں؟ جبکہ دشمنان اسلام محبت والفت اور باہمی تعاون کے اصول پر عمل پیرا ہیں۔

اسی طرح کے بے شمار سوالات کا انتہائی بہتر اور تسلی بخش جواب ان دونوں احادیث میں موجود ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ مسلمان اپنی نفسانی خواہشات کی پرستش میں مشغول نفس کے سامنے جھکا ہوا نظر آتا ہے؟ حقیقت یہی ہے کہ مسلمان اپنی سابقہ روش پر باقی نہ رہے جو کہ پاک بازی، تقویٰ اور خدا اور رسول خدا ﷺ سے سچی محبت، ایمانِ کامل اور ایثار اور قربانی پر مشتمل ہے۔ بلکہ حق بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نے جو سیرت پیش

کی اور جس کے ذریعے سے لوگوں کو ہلاکت و بربادی کے گڑھے سے نکال کر روشنی کے کشادہ اور پُرامن راستے پر لا کھڑا کیا ہے۔ مسلمانوں نے اس سیرت سے لاپرواہی برتی اور غیروں نے اس کے بڑے حصے کو اپنی توجہ کا مرکز بنا لیا۔

کیا مسلمان زندگی کے مختلف شعبوں میں اسلامی تعلیمات کو نافذ نہیں کر سکتے؟ کیا کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کو اپنے سینے سے لگا کر اپنا رہنما اور مقتدا اور تاریک زندگی کے لیے شمع ہدایت قرار دے کر اپنی پوری زندگی اور سارے معاشرے میں اس کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتے؟ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ اپنی پوری جامعیت اور کمال کے ساتھ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ لہذا از سر نو اس کا مطالعہ کرنا ضروری ہے اور اس کی روشنی میں زندگی گزارنے کا شوق انتہائی ضروری ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کی پوری زندگی مکمل طور پر ہمارے سامنے ہے جنہوں نے سیرت نبوی کو حرزِ جاں بنایا اور ہر حال میں اس کی پیروی کے خواہاں رہے۔ ہمیں ان کی زندگیوں میں غور و فکر کی ضرورت ہے تاکہ اس ذخیرہ نایاب میں کوئی جوہر آپ کو اور ہم کو مل جائے اور ہماری زندگی کا نقشہ بدل جائے۔ ذرا سنیے کہ نبی کریم ﷺ کس قدر پر زور انداز سے خطاب فرماتے ہیں اور ہمیں ایک اصول کی تلقین فرماتے ہیں کہ اے لوگو! میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقہ حیات کو سینے سے لگاؤ اور اس پر مضبوطی سے کاربند ہو جاؤ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں ہمیں سنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

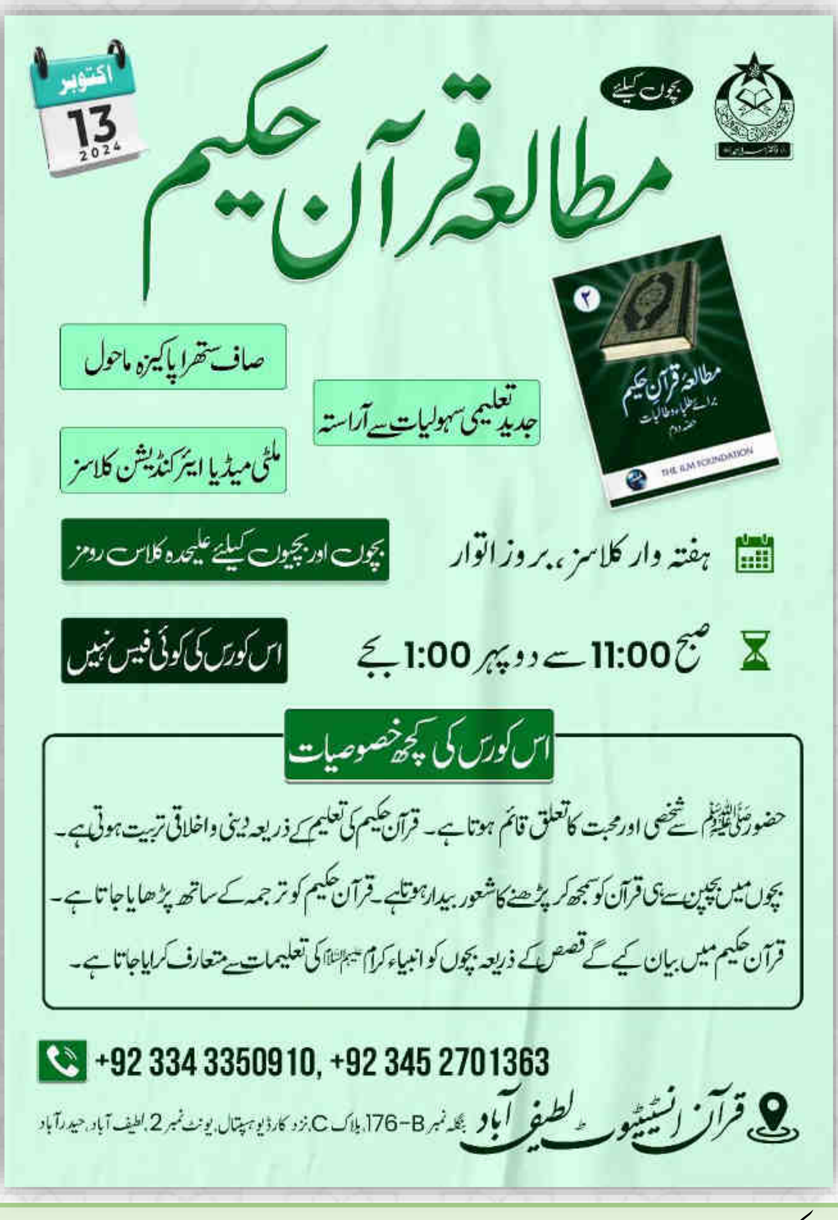

ونصروہ ۔ ۔ ۔ کے حقیقی مصداق

حافظ عبد الرافع

سابق طالب علم سال دوم، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ (الاعراف: 157)

"تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی۔ اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی۔"

ونصروہ کے حقیقی مصداق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں کہ جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور ان کی مدد کی اور جو قرآن کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا (قرآن کریم) اس کی اتباع کی اور اس نور کو عملاً نافذ کرنے کی کوشش کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر مشن میں ساتھ دیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیت اللہ میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اس کے باوجود صحابہ کرام دنیا کے مختلف ممالک میں گئے اور وہاں اللہ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کی، ہم تک بھی دین صحابہ کرام کے ذریعے سے پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منتخب ہونے کی نوید دیتے ہوئے فرمایا:

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ (النمل: 59)

"(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ فرمادیجیے کہ تعریفات سب اللہ کے لیے ہیں اور سلام ہو ان بندوں پر جن کو اللہ نے منتخب فرمایا۔"

سورۃ محمد آیت 29 میں فرمایا گیا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ

"محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت، آپس میں نرم دل ہیں۔ تم انہیں رکوع کرتے ہوئے، سجدے کرتے ہوئے دیکھو گے، اور وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ سجدے کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔"

ایک مقام پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے صحابہ کرام کو جنت کی خوشخبری سنائی گئی فرمایا:

وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ (المجادلہ: 22)

"اور وہ داخل ہوں گے ان باغات میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بعد زبانِ رسالت سے انبیا اور رسولوں کے بعد صحابہ کرام کے چنیدہ ہونے کی خوشخبری بھی دی گئی فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَ اَصْحَابِيْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ سِوَى النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ... وَقَالَ فِيْ اَصْحَابِيْ كُلُّهُمْ خَيْرٌ. (مجمع الزوائد، جزء: 10)

"اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے بعد ساری دنیا سے میرے صحابہ کو منتخب کیا اور فرمایا: میرے سب ہی صحابہ بھلائی والے ہیں۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق امت مسلمہ کو ہدایت دیتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ. (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 3861)

"میرے صحابہ کو برا نہ کہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرو تو وہ ان کے ایک مد بلکہ اس کے نصف خرچ کرنے کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔"

مزید ایک اور حدیثِ مبارکہ میں فرمایا:

اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي، اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ، وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ. (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 3862)

"لوگو! میرے صحابہ کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے بعد ان کو نشانہ نہ بناؤ، جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے دراصل مجھ سے بغض رکھا، جس نے ان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اور جس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ کو اذیت پہنچائی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑ لے۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العالمین ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور ہمیں محمد ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشن میں اپنا تن من دھن لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماہانہ رپورٹ برائے آئینۂ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

رجوع الی القرآن کورس سال اول کے اکتیسویں بیچ میں تقریباً 40 طلبہ و طالبات آن لائن اور 52 طلبہ و طالبات اکیڈمی میں زیر تعلیم ہیں۔
رجوع الی القرآن کورس کرنے والے اور اس کورس کو مکمل کرنے والے طلبہ و طالبات کے لیے ہفتہ وار "دراساتِ دینیہ کورس" میں آن کیمپس 45 اور آن لائن 20 طلبہ و طالبات حاضر ہوتے ہیں۔
10 تا 14 سال کے بچوں کے لیے ہفتہ وار "ایکٹیو ویک اینڈ کورس" کا آغاز الحمدللہ 31 اگست 2024ء سے ہو چکا ہے۔ جس میں نماز، متعلقہ دعائیں، مطالعہ قرآنِ حکیم اور غیر نصابی سرگرمیوں کے حوالے سے کوئز پروگرام، تقریری مقابلہ، کھیلوں کے مقابلے وغیرہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ادارہ کے تمام لوگوں کے لیے تربیتی کلاس کی ترتیب بدھ کے دن صبح دس بجے بنائی گئی ہے۔ اور بعد نماز ظہر مطالعہ بیان القرآن جاری ہے۔
خواتین کے حلقات و دوراتِ دینیہ کے تحت تجوید القرآن، تدبر القرآن، تزکیہ نفس، سیرتِ صحابیات اور قرآن اب آسان کے عنوانات پر مختصر دورانیے کے کورسز جاری ہیں۔ جبکہ شعبہ خواتین ہی کے تحت بچیوں کے لیے ہفتہ وار Young Muslimah کورس کا آغاز 31 اگست 2024ء سے کیا گیا۔
مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں تمام شعبہ جات کی تدریس جاری ہے۔ ششماہی امتحان 10 اکتوبر 2024ء کو منعقد ہوگا۔ اساتذہ و والدین ملاقات میں طلبہ کی تعلیمی پیش رفت کے ساتھ ساتھ حاضری کو بہتر بنانے اور والدین سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ شعبہ حفظ بنین کو تفریح کے کے لیے عریض فارم ہاؤس جوگڈاپ ٹاون میں واقع ہے لے جایا گیا۔
ماہ جون میں پہلا جمعہ محمد نعمان صاحب، تیسرا جمعہ ڈاکٹر الیاس صاحب جبکہ دوسرا اور چوتھا جمعہ میں شجاع الدین شیخ صاحب نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

رجوع الی القرآن کورس سال اول سیکشن اے میں اس ماہ کل 55 طلبہ اور 81 طالبات، جب کہ سیکشن بی میں 27 طلبہ ریگولر اور 9 طلبہ بطور سامع شریک ہیں۔ اور رجوع الی القرآن کورس (سال دوم) میں 15 طلبہ اور 20 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت

خصوصی محاضرات و لیکچرز میں میرا گھر میری ذمہ داری زیر تدریس استاذ انجینئر نعمان اختر صاحب منعقد ہوئے ۔ حلقات و دورات کے تحت کل 23 کورسز جاری ہیں جن میں شرکا کی زیادہ سے زیادہ تعداد 51 افراد تک ہے ۔ کورسز یہ ہیں : مطالعہ حدیث (اتوار)، تربیت برائے خادمین، مختصر درسِ حدیث (اہلِ محلہ / نمازی حضرات)، نماز سے متصل ترجمہ قرآن (بعد نماز ظہر)، تجوید القرآن متصل نماز ظہر، دراسات دینیہ، قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل و قصص النبین، تجوید القرآن (سہ پہر)، سلسلہ وار دورۂ ترجمۂ قرآن، خلاصۂ مضامین قرآن (بعد فجر)، قرآن فہمی کورس (زیر اہتمام تنظیم اسلامی فیڈرل بی ایریا)، دورۂ ترجمۂ قرآن (ہر جمعہ بعد نماز عشاء)، مسائل طہارت و نماز (ہر ہفتہ بعد نماز عصر)، عربی گرامر برائے قرآن فہمی، مطالبات قرآن، علم و عمل کورس برائے طلبہ، علم و عمل لیول برائے طالبات 1، علم و عمل لیول برائے طالبات 2، علم و عمل لیول برائے طالبات 3، تذکیر بالقرآن کورس برائے خواتین، عربی گرامر (سنڈے) اور دروس اللغۃ العربیہ (جزاول) ۔ آن لائن کورسز کے تحت دراسات دینیہ اور قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل و قصص النبین جاری ہیں۔اسی طرح Exposure to Prophetic Life & Skills Development Boot camp کامیابی کے ساتھ جاری رہا جس میں طلبہ کے کل 30 داخلے ہوئے اور 21 طلبہ اسناد کے لیے اہل قرار پائے ۔

الحمدللہ! دراسات دینیہ کے تمام داخلے مورخہ 24 ستمبر 2024 بروز منگل وفاق المدارس کے دفتر روانہ کردیے گئے تھے ۔جس میں 21 طلبہ اور 21 طالبات شامل ہیں۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ شعبہ حفظ کل وقتی میں 95، اور درجہ قاعدہ میں 28 طلبہ زیر تعلیم ہیں ۔ ماہ رواں ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن کی طرف سے آنے والے ممتحن حضرات نے شعبۂ حفظ کے طلبہ کا ششماہی امتحان لیا اور توجہ طلب امور کی طرف اساتذہ کی رہنمائی فرمائی۔ شعبہ مدرسۃ البنین والبنات (سہ پہر 02:30 تا 04:30) میں درجۂ قاعدہ کے تحت 149 اور درجۂ ناظرہ کے تحت 111 طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ علاوہ ازیں مغرب تا عشا حلقہ میں مقیم طلبہ کرام اور اہل محلہ و گردو نواح سے حضرات تشریف لاتے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد 25 ہے ۔

دعوت و تبلیغ کے تحت مسجد میں چار جمعوں میں عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں حصہ اول و دوم پر محترم عاطف محمود صاحب، حب دنیا پر محترم محمد ارشد صاحب اور قرآن پاک کا انسان مطلوب پر مدیر ادارہ ہذا محترم سید سلیم الدین صاحب نے خطاب ارشاد فرمایا۔

شعبۂ تصنیف و تالیف کے تحت منتخب نصاب حصہ سوم، درس اول تعمیر سیرت کی تصحیح اور فارمیٹنگ کی گئی جبکہ درس دوم اور سوم یعنی خاندانی زندگی کے بنیادی اصول کی مکمل تصحیح بمعہ فارمیٹنگ جاری ہے، اسی طرح منتخب نصاب حصہ سوم (مکمل) کی تصحیح و تخریج کے ساتھ اسے فائنل کرنے پر کام جاری ہے ۔ ڈاکٹر عطاء الرحمن صاحب کے مقالے پانچ نمایاں تحریکات کی پروف ریڈنگ (جاری) ہے۔ رسالہ آئینۂ انجمن (ماہ ستمبر) کا ابتدائی مواد منتخب کر کے رسالے کو ترتیب و تصحیح کے ساتھ مکمل کیا گیا۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

رجوع الی القرآن کورس سال اول میں 12 حضرات 30 خواتین شرکت کر رہے ہیں۔ "میرا گھر میری ذمہ داری" کے موضوع پر خصوصی لیکچرز منعقد ہوئے ۔ جس کی تدریس کی ذمہ داری صدرِ انجمن جناب انجینئر نعمان اختر صاحب نے ادا کی۔

الحمد للہ مدرسۃ القرآن للحفظ و القراءۃ قرآن اکیڈمی کورنگی للبنین و البنات میں شعبۂ حفظ میں 42 جب کہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 97 طلبہ اور شعبہ بنات میں 133 طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ شعبۂ حفظ میں دو بزم اور ایک تربیتی لیکچر منعقد ہوا۔ شعبۂ خواتین میں ناظرہ قرآن کی کلاس میں تقریباً 24 خواتین زیرِ تعلیم ہیں۔ درجہ ناظرہ کی طالبات کے لیے "نماز اور اس کی برکات، حدیث (عمل کا دارومدار نیت پر ہے)، تکبر کے درجات: عجب، فخر و تکبر، تکبر کی ضد: تذلل" کے موضوعات پر تربیتی لیکچرز منعقد کیے گئے۔

حلقات و دورات دینیہ میں تنظیم اسلامی کورنگی شرقی کے تحت قرآن اکیڈمی کورنگی میں بعد نمازِ مغرب حضرات کے لیے حافظ ریّان بن نعمان صاحب کی زیرِ تدریس عربی گرامر کی تدریس میں 06 حضرات شرکت کر رہے ہیں۔ اور "ہفتہ وار قرآن فہمی کورس" میں 10 حضرات اور شعبہ خواتین کے تحت جاری امورِ خانہ داری و تربیتی کورس میں 16 خواتین شرکت کر رہی ہیں۔ 02 اگست 2024ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء تنظیم اسلامی کورنگی شرقی کے تحت "مطالباتِ قرآن" ہفتہ وار لیکچر سیریز زیرِ تدریس جناب عامر خان صاحب منعقد کیا گیا۔ جس میں 40 حضرات اور 20 خواتین نے شرکت کی۔ دعوت و تبلیغ کے تحت شعبہ خواتین میں "عشقِ رسول کے عملی تقاضے" کے موضوع پر ماہانہ درس منعقد کیا گیا۔

جامع مسجد طیبہ میں ہر جمعرات بعد نمازِ عشاء ہفتہ وار درسِ قرآن منعقد ہوتا ہے۔ جس میں تدریس کے فرائض صدرِ انجمن جناب انجینئر نعمان اختر صاحب انجام دیتے ہیں۔ اس درس میں تقریباً 50 حضرات شرکت کرتے ہیں۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

یومِ دفاع 6 ستمبر کے موقع پر تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اور 20 ستمبر 2024ء کو تعلیمی سرگرمی اور Red Activity منعقد کی گئی۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

الحمد للہ رجوع الی القرآن کورس بخوبی جاری ہے، اس کے علاوہ میرا گھر میری ذمہ داری (استاذ جناب سید نعمان اختر صاحب) کے عنوان پر خصوصی محاضرہ بھی منعقد ہوا۔ اس ماہ ہفتہ وار قرآن فہمی کورس (برائے حضرات و خواتین) اور آسان عربی گرامر کورس بذریعہ واٹس اپ بیچ ون جاری ہے۔ آسان عربی گرامر کورس بذریعہ واٹس اپ بیچ ٹو کے نام سے شارٹ کورسز کا بھی آغاز کیا گیا۔ جس میں 520 طلباء و طالبات نے رجسٹریشن کروائی۔ بعد نماز فجر درس قرآن و حدیث جناب ندیم گیلانی اور قاری غلام اکبر صاحبان کی تدریس میں جاری ہے۔ بعد نماز ظہر مدیر ادارہ جناب سید جمیل احمد صاحب کی زیرِ نگرانی اصلاحی خطبات کا مطالعہ بھی جاری ہے۔ بعد نماز عصر درس حدیث زیرِ تدریس جناب قاری غلام اکبر صاحب جاری ہے۔ خطبات جمعہ مدیر ادارہ جناب ڈاکٹر انوار علی صاحب دے رہے ہیں۔ اور مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ میں بچوں کی تعداد 45 ہے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

الحمد للہ صبح کے اوقات میں رجوع الی القرآن کورس بحسن و خوبی جاری ہے۔ بروز ہفتہ دوپہر کے اوقات میں ترجمہ و تفسیرِ قرآن کی کلاس جاری ہے۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت صبح 9 تا 12 بجے اور دوپہر ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن کی تعلیم کا سلسلہ

جاری ہے۔ بعد نمازِ مغرب بالغان کے لیے تجوید کی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب ادارہ ہذا میں درسِ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ شام کے اوقات میں حضرات و خواتین کے لیے "تفہیم الاسلام" کے عنوان سے شارٹ کورس کی تکمیل ہوئی۔ دوپہر کے اوقات میں ادارہ ہذا کے استاذ جناب خضر حیات صاحب "تاریخِ امتِ مسلمہ" کے عنوان سے آن لائن تدریس کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ 25 اگست سے حضرات کے لیے اتوار کے دن عربی گرامر شارٹ کورس کا آغاز کیا گیا ہے، 30 حضرات نے کورس میں داخلہ لیا ہے۔

13 اکتوبر سے بچوں اور بچیوں کے لیے اتوار کے دن مطالعہ قرآنِ حکیم کورس کا آغاز کیا جائے گا، چھٹی سے میٹرک کلاس تک کے طلبہ و طالبات کو مطالعۂ قرآنِ حکیم حصہ دوم کی تدریس کی جائے گی۔

ادارہ ہذا کے شعبۂ سندھی کے تحت ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل چار کتابچوں کے ترجمے، کمپوزنگ اور دیگر متعلقات پر کام جاری ہے:

تعارفِ تنظیم اسلامی، تنظیم اسلامی کی دعوت، حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے تقاضے، شمائلِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

قرآن مرکز لانڈھی

الحمدللہ مدرستہ القرآن للحفظ والقراءۃ للبنین والبنات میں تدریس کا عمل بحسن و خوبی جاری ہے۔ شعبۂ بنین کے درجہ حفظ میں 57 جب کہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 49 طلبا اور شعبہ بنات میں 56 طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ مدرسہ البنین میں بزم طلبہ کا انعقاد کیا گیا جس میں طلبہ نے قراءۃ، حمد و نعت میں حصہ لیا۔

حلقات و دورات و دینیہ کے تحت حضرات کے لیے ہفتہ اور اتوار بعد نماز عشاء 1 گھنٹہ دروس اللغۃ العربیہ کی کلاس جاری ہے۔

خواتین کے لیے منگل اور بدھ سہ پہر 3:00 تا 4:30 علم و عمل کورس جاری ہے۔

دعوت و تبلیغ کے تحت ہفتہ وار مجلس تذکیر بالقرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ قرآن حکیم کی پانچویں منزل میں "سورۃ الاحزاب" کا مطالعہ جاری ہے۔ ناظم مرکز و مقامی امیر محمد ہاشم صاحب مدرس کی ذمہ داری ادا فرماتے ہیں۔

وہ علم نہیں، زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جَو

شعبۂ ملٹی میڈیا

خطباتِ جمعہ (محترم شجاع الدین شیخ صاحب):

ماہِ ستمبر 2024ء میں محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن اور تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ اور سوشل میڈیا پر شائع کیا گیا:

- سیرت النبی ﷺ سے چند جھلکیاں اور ہمارا طرزِ عمل
- قیامت کی ہولناکی، پیشی، کیفیات اور نتائج، ڈاکٹر عافیہ اور اربابِ اختیار، لبنان پر صیہونی ریاست کی بمباری، آئی ایم ایف کی شرائط اور ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب کا دورۂ پاکستان

خطباتِ جمعہ (محترم عامر خان صاحب):

ماہِ ستمبر 2024ء میں محترم عامر خان صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطبات جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

- اسلام کا ہمہ گیر تصور
- نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں
- فکرِ آخرت کے تقاضے
- ارکان اسلام

خطباتِ جمعہ (محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب):

ماہِ ستمبر 2024ء میں محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

- ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں
- فلاح کا دنیاوی تصور
- سکونِ قلب: سیرت سے رہنمائی

ریڈیو پاکستان:

ماہِ ستمبر 2024ء میں نگرانِ انجمن کے دو مختصر دروس ریڈیو پاکستان کو ارسال کیے گئے۔

انجمن خدّام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔
- علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں، اور
- ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن 375 – B، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021